124608 ـ سحری کا کھانا بند کرنے کا وقت اور اگر اذان ہو جائے تو کسی کے ہاتھ میں برتن ہو تو اس کا حکم

سوال

روزے کے لیے سحری کا کھانا بالتحدید کب بند کر دینا چاہیے، آیا مؤذن کے اللہ اکبر کہنے کے وقت یا اس میں کیا فیصلہ کیا ہے آیا اذان ہی فیصلہ کن وقت ہے ؟
اور اگر میرے ہاتھ میں پانی ہو اور پانی پینے کے دوران اذان شروع ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

روزے میں طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تك روزہ توڑنے والی اشیاء سے اجتناب کرنا واجب ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اب تمہیں ان (بیویوں) سے مباشرت کی اور اللہ تعالی کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے پھر رات تك روزے کو پورا کرو البقرۃ (187).

اور صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ:

" بلال رضی اللہ تعالی عنہ رات کو اذان دیا کرتے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ اذان کہیں، کیونکہ وہ طلوع فجر کے وقت اذان کہتے ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1919).

اس بنا پر جس کو مشاہدہ یا خبر کے ذریعہ طلوع فجر کا علم ہو جائے اس کے لیے کھانا پینا بند کر دینا لازم ہے.

اور جس نے اذن سن لی اس کے لیے بھی اذان سنتے ہی فورا کھانا پینا بند کرنا لازم ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر مؤذن اذان وقت پر دیتا ہے پہلے نہ دے.

بعض علماء كرام نے اس سے استثنى كيا ہے كہ اگر كسى شخص كے ہاتھ ميں كھانا ہو اور اذان شروع ہو جائے تو اس كے ليے اپنى ضرورت پورى كرنا اور پينا جائز ہے؛ كيونكہ ابو داود ميں درج ذيل حديث مروى ہے:

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم ميں سے كوئى شخص اذان سنے اور اس كے ہاتھ ميں برتن ہو تو اسے اپنى حاجت پورى كيے بغير برتن نہيں ركھنا چاہيے "

سنن ابو داود حديث نمبر (2350) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اس حديث كو حسن صحيح قرار ديا ہے اور امام حاكم اور امام ذہبى اور عبد الحق اشبيلى نے بھى اسے صحيح كہا ہے، اور ابن حزم رحمہ اللہ نے اس كو حجت بنايا ہے " انتہى

اور جمہور علماء كرام نے اس كو اس پر محمول كيا ہے كہ يہ اس وقت ہے جب مؤذن وقت سے قبل اذان كہے، اس كى تفصيل ديكھنے كے ليے آپ سوال نمبر (66202) كے جواب كا مطالعہ كريں.

آج كل اكثر مؤذن كلينڈروں پر اعتماد كرتے ہيں، رؤيت فجر پر نہيں، اور يہ فجر كے طلوع ہونے ميں يقينى معتبر نہيں، چنانچہ جس نے اس وقت كھا پى ليا تو اس كا روزہ صحيح ہے، كيونكہ طلوع فجر كا يقين نہيں ہوا، اور اولى اور احتياط اسى ميں ہے كہ وہ اذان كے وقت روزہ توڑنے والى اشياء سے رك جائے.

شيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال كيا گيا:

اگر كوئى شخص اذان سن كر بھى كھاتا پيتا رہے تو اس كے روزے كا شرعى حكم كيا ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" مومن پر واجب اور ضرورى ہے كہ جب واضح ہو جائے كہ طلوع فجر ہو چكى ہے اور اس كا روزہ فرضى مثلا رمضان يا نذر يا كفارہ كا ہو تو وہ روزہ توڑنے والى اشياء سے رك جائے كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

تم كھاتے پيتے رہو حتى كہ صبح كا سفيد دھاگہ سياہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے پھر رات تك روزے كو پورا كرو البقرۃ (187).

چنانچہ جب اذان سن لے اور اسے علم ہو جائے كہ يہ اذان طلوع فجر پر ہو رہى ہے تو اس كے ليے كھانا پينا بند كر دينا واجب ہے، اور اگر مؤذن طلوع فجر سے قبل اذان ديتا ہے تو اس پر كھانا پينا بند كرنا واجب نہيں، بلكہ اس كے طلوع فجر واضح ہونے تك كھانا پينا جائز ہے.

اور اگر وہ مؤذن کے حال کو نہیں جانتا کہ آیا اس نے طلوع فجر سے قبل اذان کہی ہے یا بعد میں تو اس میں اس کے لیے بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ وہ اذان سنتے ہي کھانا پینا بند کر دے، ، اور اس کا اذان کے وقت کھانا پینا اسے کوئی نقصان نہیں دے گا کیونکہ اسے طلوع فجر کا علم ہی نہیں.

اور یہ معلوم ہے کہ جو لوگ شہر میں رہتے ہیں جہاں بجلی کی روشنی اور لائیٹیں جلتی ہیں وہاں بعینہ طلوع فجر کے وقت کا علم نہیں ہو سکتا، لیکن اسے احتیاطاً اذان اور کلینڈر جس میں طلوع فجر کے وقت کی تحدید کی گئی ہوتی ہے پر عمل کرنا چاہیے.

تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل ہو:

جس میں شك ہو اسے چھوڑ کر اسے اختیار کرو جس میں شك نہیں "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو کوئی شبہات سے اجتناب کرتا ہے اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بھی محفوظ کر لیا "

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے " انتہی

منقول از: فتاوی رمضان جمع و ترتیب اشرف عبد المقصود (201).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

انسان کھانا پینا کب بند کرے، آیا جیسا کہ کہتے ہیں کہ مؤذن لا الہ الا اللہ کہتا ہے ؟

اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اذان کے بعد پانی پے لے تو کیا وہ اس شخص جیسا ہی ہوگا جو عصر کے بعد پانی پی لے یا کہ اس کا روزہ صحیح ہے ؟

بعض لوگ دلیل یہ دیتے ہیں کہ فجر چراغ کی طرح نہیں کہ وہ بہت جلد روشن ہو جاتی ہے، اس میں وسعت ہے لہذا اس کا حکم کیا ہے ؟

جب مؤذن طلوع فجر واضح ہو جانے کے بعد اذان کہتا ہو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم کھاؤ پیؤ حتی کہ ابن ام مکتوم اذن کہے، کیونکہ وہ طلوع فجر کے بعد اذان دیتا ہے "

اور جب مؤذن کہے کہ میں نے طلوع فجر دیکھتا ہوں اور جب تك طلوع فجر دیکھ نہ لوں تو اذان نہیں کہتا؛ تو انسان

اذان سنتے ہی کھانا پینا بند کر دے، مگر اس حالت میں کہ جس میں اسے رخصت دی گئی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر اس کے ہاتھ میں برتن ہو تو اسے اپنی حاجت پوری کر لینی چاہیے، لیکن اگر اذان کلینڈر کے اوقات کے مطابق ہوتی ہو تو یہ اوقات حسی اور ظاہری اوقات کے ساتھ مربوط نہیں، لیکن ۔ اس وقت ہمارے پاس ام القری کلینڈر وغیرہ ۔ یہ سب حساب کے اعتبار سے ہے کیونکہ انہوں نے طلوع فجر کا مشاہدہ نہیں اور نہ ہی غروب شمس کا اور نہ ہی زوال کا اور نہ ہی عصر کے وقت کا " انتہی

ماخوذ از: اللقاء الشہری (1 / 214).

حاصل یہ ہوا کہ:

انسان کو چاہیے کہ اگر اسے علم ہو کہ مؤذن وقت پر دیتا ہے تو وہ اذان سنتے ہی کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی اشیاء سے رک جائے، لیکن اگر اسے شک ہو تو وہ اپنے ہاتھ میں موجود پانی پینے پر ہی اکتفا کرے؛ کیونکہ یہ کہنا ممکن نہیں: کہ وہ طلوع فجر کا یقین ہونے تک کھاتا پیتا رہےگا، اور حالت یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا وسیلہ نہیں جس سے وہ طلوع فجر کا یقین کر سکے، کیونکہ شہر میں روشنی ہوتی ہے اور لوگ فجر صادق اور فجر کاذب میں فرق بھی نہیں کر سکتے.

واللہ اعلم .